رجسٹرڈ ایل نمبر ۷۶

ہندوستان بھر کے سکھوں اور آریوں میں تبلیغ اسلام کے اہم فرائض کو بجالانے والا اکیلا اخبار

Digitized by Khilafat Library Rabwah

۱۶ ذوالقعد ۱۳۴۱ھ

اگست ۱۹۲۳ء

یھدی اللہ لنورہٖ من یشآءُ ؕ

نور

قادیان دارالامان ضلع گورداسپور پنجاب

ضوابط

چندہ سالانہ عوام سے تین روپے (للعہ)
" ششماہی " ایک روپیہ بارہ آنے (عہ)
" امراء سے " سات روپے (عہ)
" ممالک غیر سے " شلنگ

مقاصد

۱- اسلام کی خوبیاں اور برکات کا ذکر کرنا اور دیگر مذاہب پر اس کی حقیقت ظاہر کرنا
۲- سکھوں اور آریوں میں اشاعت اسلام کے اہم فرائض کو ادا کرنا۔
۳- دیگر مذاہب کے حملوں کا کامل اور صحیح جواب دینا۔
۴- راعی اور رعایا کے تعلقات کو مضبوط اور مستحکم کرنا۔

جلد ۱۶ | ایڈیٹر - شیخ محمد یوسف سابق سورن سنگھ وو وان برہمچاری | نمبر ۲۰

مختصر نوٹ

جن دوستوں نے نور کی توسیع اشاعت میں اس آڑے وقت میں کسی نہ کسی رنگ میں عملی ہمدردی کا ثبوت دیا ہے خاکسار ایڈیٹر نور انکا تہ دل سے ممنون ہے۔ ان سب دوستوں کا نام بنام شکریہ آئندہ اخبار میں ادا کیا جائیگا۔ مگر میں یہ صاف الفاظ میں کہدینا چاہتا ہوں۔ کہ نور کو خطرہ سے باہر کرنے کے لئے کم از کم ۳۵۰ اور خریداروں کی ضرورت ہے۔ اور اس وقت تک دوستوں کی طرف سے جو خریدار مہیا کئے گئے ہیں انکی تعداد اس قدر اقل ترین ہے۔ کہ انگلیوں پر گنی جا سکتی ہے پھر بھی نہیں کہا جا سکتا کہ وی پی کرنے پر یہ انگلیوں پر شمار کی جانے والی تعداد بھی کہاں تک قایم رہ سکیگی۔ نور کو اس ہلاکت اور خطرہ سے بچانے کے لئے ۱۷۔ جولائی کے پرچہ میں بہی خواہان ملت کی خدمت میں جوابی کارڈ بھیجے گئے ہیں۔ اس آڑے وقت میں کم از کم ایک خریدار کا مہیا کرنا یا اس کی قیمت اپنی گرہ سے ادا کرنا دوست اپنا ضروری فرض سمجھ لیں۔ اگر صاحب توفیق اس سے زیادہ مہیا کر سکیں تو یہ انکی خاص عنایت بہر حال دوستوں کو نور کے مزید خریدار مہیا کرنے کے لئے غیر معمولی مستعدی سے کام لینا چاہیئے۔ اور چند روز کے اندر اندر ہی یہ ۳۵۰ کی کمی پوری کر دینی چاہیئے۔ تاکہ جہاں ایک طرف ایک غازی اور مجاہد پرچہ کی اشاعت کے ہلاکت خیز خطرہ سے باہر ہو سکے وہاں دوسری طرف مخالفین آریہ وغیرہ کے حوصلے ٹوٹ جائیں اور ان کے دل پکار اٹھیں کہ جس اخبار کی پشت پر دین کو دنیا پر مقدم کرنیوالی قوم کا ہاتھ ہو۔ وہ کمی اشاعت کی وجہ سے بند نہیں ہو سکتا بہر حال ۱۰۔ اگست کے پرچہ کے شایع ہونے تک دوستوں کو بڑی تیزی سے یہ ۳۵۰ خریداروں کی تعداد پوری کر دینی چاہیئے۔ تاکہ اس پرچہ میں یہ مژدہ جانفزا اخبار کے ذریعہ اپنوں اور بیگانوں کے کانوں تک پہنچا سکوں

ہمت مرداں مدد خدا

پرکاش کی بھروہی بڑ

پرکاش نے اپنے ۱۷۔ جولائی کے پرچہ میں پھر وہی بڑ ہانکی ہے کہ یہ صریح ثابت ہے کہ اسلام بزور شمشیر پھیلا ہے حالانکہ قرآن مجید کا یہ صاف ارشاد مبارک ہے کہ لا اکراہ فی الدین یعنی دین کے معاملہ میں کسی سے زیادتی نہیں ہے جس کا دل چاہے قبول کرے جس کا دل نہ چاہے نہ کرے۔ اور پھر واقعات بھی اسکی تصدیق کرتے ہیں۔ مغل حکومت کے آخری فرمانروا کے عہد تک ہندوستان میں مسلمانوں کی تعداد ڈیڑھ کروڑ ہی تھی مگر اب ۷ کروڑ سے بھی متجاوز ہے۔ یہ قلیل عرصہ اندر اندر ۵½ کروڑ کی تعداد کس تلوار یا حرص زر کی وجہ سے حلقہ بگوش اسلام ہو گئے کیا آریہ نہیں دیکھتے کہ ہر مردم شماری اپنے ساتھ مسلم زیادتی کا معتد بہ حصہ لاتی ہے یہ کس تلوار کا نتیجہ ہے۔ کیا یہ واقعات پرکاش کے متعصب ایڈیٹر کی آنکھیں کھولنے کے لئے کافی نہیں ہیں۔

ذرا اپنے گریبان میں منہ ڈالو

دوسروں کیوں جاؤ وید کی تو شاید آپنے شکل ہی نہ دیکھی ہو ذرا اپنے پانچویں وید ستیارتھ پرکاش کی اوراق گردانی کرو۔ بقول آریہ اس "لاثانی" تصنیف میں پھر اس روشنی کے زمانہ میں پہنچکر بانیٔ آریہ سماج شری سوامی دیانند صاحب سمولاس ۳ صفحہ ۵۹ پر لکھتے ہیں کہ جو شخص وید اور وید کے مطابق بنائی ہوئی کتابوں (ستیارتھ پرکاش وغیرہ نور) کی بے عزتی

بقیہ مضمون بر صفحہ ۲

Digitized by Khilafat Library Rabwah

آریہ مذہب کی حقیقت

نمبر ۸

(سلسلہ کے لئے دیکھو ۱۷ جون کا نور)

مگر جب سوامی صاحب بحیثیت مجموعی ہندوؤں میں (بدھ مذہب کے اثر سے) گوشت خوری کے خلاف جذبہ پاتے ہیں۔ تو جھٹ دوسرے ایڈیشن میں اسے اڑا دیتے ہیں۔ اور لکھتے ہیں کہ مطبع کی غلطی سے ایسا ہوا کسی لفظ کا ہیر پھیر ہو جانا زیر زبر کا چھوٹ جانا تو مطبع کی بے پرواہی پر قیاس کیا جا سکتا ہے۔ مگر صفحوں کے صفحے کا اضافہ مطبع کے گلے مڑھنا۔ پھر اضافہ بھی ایسا جسمیں دن اور رات کا فرق ہو جو دلائل سے مملو، ہو سوامی دیانند صاحب کا یہ فعل ہمیشہ کے لئے محققین کو محو حیرت بنائے رکھے گا۔ اس سے زیادہ یہ بہتر ہوتا کہ سوامی صاحب موصوف جرات سے کام لیکر صاف یہ لکھدیتے۔ کہ پہلے گوشت خوری کے جواز میں جو کچھ لکھا گیا تھا یہ بھول تھی۔ اور اب اس کی تردید کی جاتی ہے۔ مگر صفحوں کے صفحوں کو بیچارے مطبع کے سر تھوپنا۔ یہ سوامی صاحب کا کوئی قابل توصیف فعل نہیں سمجھا جا سکتا۔ پھر ان کا یہ دلیل دینا کہ اگر جانوروں کو ذبح نہ کیا جائے تو ان کی اس قدر کثرت ہو جائے کہ غلہ نہ رہے۔ اور خود انسان کی زیست کے لالے پڑ جائیں۔ اور ان کی تعداد میں نمایاں طور پر کمی واقع ہونی شروع ہو جائے۔ مگر اب سوال یہ ہے کہ کیا دوسرے ایڈیشن کے وقت جب ان جانوروں کی تائید میں سوامی جی نے آواز اٹھائی تو کیا اس وقت ان موذی جانوروں کی تعداد میں فرق آگیا تھا۔ اور یا پھر ان جانوروں نے اپنے ضرر رساں فطرت کو چھوڑ دیا تھا کیا کوئی آریہ صاحب اسکا جواب دے سکتے ہیں

پھر صفحہ ۳۰۲ پر لکھا ہے کہ جہاں جہاں گومیدہ (قربانی گائے) وغیرہ لکھا ہے۔ وہاں پشوؤں (حیوانوں) میں نروں وغیرہ کا مارنا لکھا ہے۔ اور ایک بیل سے ہزارہا گائیں حاملہ ہوتی ہیں۔ اس سے نقصان بھی نہیں اور جو بندھیا گائے (بانجھ) ہوتی ہے۔ اس کو بھی گومیدہ میں مارنا لکھا ہے۔ کیونکہ بندھیا گائے سے دودھ اور بچھڑوں وغیرہ کی پیدائش نہیں ہوتی۔ اس سے تو آریہ سماج کو بھی انکار نہیں ہے۔ کہ ستیارتھ پرکاش کے پہلے اڈیشن میں یہ عبارت قربانی گائے والی موجود تھی۔ آریہ سماج نے اس کے بعد کے اڈیشنوں میں جو سوامی دیانند کے مرنے کے بعد شایع ہوئے اس میں یہ عبارت اڑا دی گئی ہے۔ اور اس کے اڑانے کے لئے آریہ سماج حسب ذیل تاویلات کرتا ہے

(۱) پروف کی غلطی

(۲) سوامی جی اچھی طرح ہندی نہ جانتے تھے۔

(۳) جو مددگار پنڈت تھے انہوں نے الٹ پلٹ لکھدیا۔

اگر شق اول لیا جائے تو پروف کی غلطی زیر وزبر کے لئے یا چند حروف کے ہیر پھیر کے لئے تو کسی حد تک ہو سکتی ہے۔ نہ یہ کہ صفحوں کے صفحے غلط چھپ جائیں اور پھر اس غلط مطبوعہ کتاب پر سوامی جی کی مہر بھی ثبت ہو کہ یہ ستیارتھ پرکاش کا صحیح نسخہ ہے۔ اور سالہا سال تک یہ ستیارتھ پرکاش پڑھی جاتی۔ اور فروخت کیجاتی رہے۔ اور سوامی صاحب اس کے متعلق خاموش رہیں اور پھر کئی سال کے بعد جب دوسرے اڈیشن کا وقت آئے۔ تو اسوقت معاً یہ حیلہ تراشا جائے کہ یہ ستیارتھ پرکاش غلط چھپی ہے۔ اس سے معلوم ہو سکتا ہے۔ کہ وہ چھپی تو صحیح تھی۔ مگر بعد کی مصلحت نے اسکی صحت کو غلطی کی طرف لیجانے کے لئے مجبور کیا۔ ورنہ اگر یہ غلط چھپی تھی تو اس پر سوامی جی کی یہ مہر کہ یہ ستیارتھ پرکاش کا صحیح نسخہ ہے کیا حقیقت رکھتی تھی اور پھر اس کے چھپنے پر فوراً ہی یہ سوال کیوں نہ اٹھایا اور معاً ہی اسکی بکری اور اشاعت کیوں نہ بند کر دی گئی بلکہ یہ ستیارتھ پرکاش غلط چھپی ہے کئی سالوں کے بعد یہ عذر پیش کرنا جو صریح اس امر کی دلیل ہے۔ کہ یہ عذر نامعقول ہے۔

اگر دوسری شق کو لیا جاوے۔ تو وہ اس سے بھی زیادہ نامعقول ہے۔ جو شخص کئی گھنٹے ہندی زبان میں بول سکتا ہو۔ لیکچر دے سکتا ہو۔ مباحثات کر سکتا ہو۔ اس کے متعلق یہ کہنا۔ کہ وہ اچھی طرح ہندی نہ جانتا تھا اور ہندی کے متعلق اس کی واقفیت اس قدر محدود تر تھی کہ وہ حرام کی جگہ حلال اور حلال کی جگہ حرام لکھد یتا یہ باتیں کبھی اور ثقاہت سے کوسوں دور ہیں۔

اگر تیسری شق کو لیا جاوے تو وہ سراسر مضحکہ خیز ہے۔ کیا سوامی جی نے جو مددگار پنڈت اپنے ساتھ رکھے تھے وہ گنو پوجک تھے۔ یا گئو بھکشک اگر وہ گئو بھکشک تھے تو اس کا ثبوت آریہ سماج کے ذمہ ہے اور دوم اس سے یہ بھی ثابت ہو گیا۔ کہ سوامی جی ایسے آدمیوں کے ساتھ ملکر کام کر سکتے تھے۔ اور پھر بعد میں سوامی جی کا اس کتاب پر یہ مہر لگانا کہ یہ صحیح نسخہ ہے اس کی موجودگی میں یہ کہکر کہ یہ مددگاروں کی شرارت ہے سوامی جی اپنی ذمہ داری سے نہیں بچ سکتے۔ غرضکہ کسی بھی نقطہ خیال سے لیا جائے۔ سوامی جی پر ذمہ داری قایم رہتی ہے

پھر آگے چلکر صفحہ ۳۳۹ پر سوامی جی لکھتے ہیں کہ "پشوؤں کے مارنے میں تھوڑا سا دکھ ہوتا ہے۔ اور یگیہ میں جانداروں کا اور غیر جانداروں کا نہایت فایدہ ہے" گویا قربانی کی ایک جگہ نہیں ستیارتھ پرکاش کے پہلے اڈیشن میں کئی جگہ تائید ملتی ہے۔ جس سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ سوامی دیانند صاحب اپنے وقت میں ذبیحہ حیوانات کے مجوز و حامی تھے۔

پھر سوامی جی اسی ستیارتھ پرکاش کے صفحہ ۹۶ پر لکھتے ہیں کہ جن لوگوں سے سنسکرت کا تلفظ اچھی طرح ادا نہیں ہو سکتا ان کا نام ملیچھ ہے۔ اس فتویٰ کو سامنے رکھکر آریہ کہلانے والے ذرا اپنے گریبانوں میں منہ ڈالکر دیکھیں کہ کیا یہ سب کے سب سنسکرت کے تلفظ کو بخوبی ادا کر سکتے ہیں۔ اور اگر نہیں کر سکتے۔ جیسا کہ امر واقعہ ہے۔ تو کیا آریہ سماج کا وہ بیشتر حصہ جو اس شق کے تحت آتا ہے۔ وہ اپنے آپ کو آریہ سماج کہہ سکتا ہے۔ اگر وہ نہیں کہہ سکتا تو کیا آریہ مذہب اگر وہ کوئی مذہب ہے۔ تو وہ ان چند عالموں کے لئے ہی ہے (جنکی تعداد انگلیوں پر گنی جا سکتی ہے) جو سنسکرت کے تلفظ کو اچھی طرح ادا کر سکتے ہیں۔ کیا اس شرط کی موجودگی میں آریہ سماج اپنے مذہب کو عالمگیر کہہ سکتی ہے۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

سکھ اور مسلمان

نمبر ۴

(سلسلہ کیلئے دیکھو ۱۷۔ جون کا نور)

دربار صاحب امرتسر کی بنیاد کس نے رکھی

ایسا ہی پانچویں گورو صاحب کے تعلقات بھی مسلمان فقراء اور صوفیاء سے مخلصانہ تھے۔ آپ نے جب دربار صاحب امرت سر کی بنیاد رکھی۔ تو کسی ہندو کو سنگ بنیاد رکھنے کے لئے نہ چنا۔ بلکہ حضرت میاںمیر علیہ الرحمۃ سے عرض کی۔ کہ آپ دربار صاحب کا سنگ بنیاد اپنے دست مبارک سے رکھیں۔ چنانچہ حضرت میاںمیر صاحب سے آپ کے تعلقات اور آپ کی عقیدت کا یہ حال تھا۔ کہ اینٹ رکھتے وقت جب حضرت میاںمیر سے اینٹ ٹیڑھی رکھی گئی اور معمار نے سرکا کر سیدھی کر دی۔ تو گورو صاحب نے معمار کو مخاطب کر کے کہا کہ تو نے غضب کر دیا کہ پاک اور مطہر ہاتھوں کی رکھی ہوئی اینٹ کو سرکا دیا اب اس کا یہ نتیجہ ہوگا۔ کہ ایک دفعہ یہ مندر گرے گا۔ اور پھر بنے گا۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا۔ ایسا ہی جب گورو ارجن دیوجی نے لاہور میں باؤلی بنوائی۔ تو حسن خان حاکم لاہور نے ہر قسم کی مدد دی۔ پھر پرتھی چند ایک ہندو نے گورو صاحب کے خلاف دعویٰ دائر کیا مگر مسلمان حکام نے گورو صاحب کی عظمت و توقیر کو بغیر یہ خیال کئے۔ کہ آپ کی سیاسی عظمت دن بدن بڑھ رہی ہے۔ اور وہ کسی وقت مضر ثابت ہوگی۔ مقدم رکھا۔ اور پرتھی چند کا دعویٰ خارج کر دیا۔

چندولال کی شکایت

چندولال وزیر نے ایک دفعہ شکایت کی کہ گورو صاحب نے جو آدگرنتھ ایک کتاب بنائی ہے۔ اس میں مسلمانوں کی بہت توہین کی ہے۔ اسپر گرنتھ صاحب کو دربار میں لایا گیا۔ اور جب سنا گیا۔ تو اس میں جابجا اسلام کی تعریف پائی گئی۔ اس پر حاکم وقت نے چندولال کو ڈانٹا اور گرنتھ صاحب کی بہت عزت کی۔ اور سکھوں کے لئے لگان معاف کر دیا۔

چندولال کی ایذا رسانی

اس کے بعد چندولال نے یہ کوشش کی کہ گورو صاحب کے ہاں کسی طرح میری لڑکی کا رشتہ ہو جائے۔ مگر گورو صاحب نے انکار کر دیا شہنشاہ جہانگیر اس وقت کشمیر میں تھا۔ اور چندولال سیاہ و سفید کا مالک تھا۔ اس نے بادشاہ کی عدم موجودگی میں گورو صاحب کو بلا کر دوبارہ کہلا بھیجا۔ کہ وہ اس کی لڑکی کا رشتہ لینا منظور کر لیں مگر گورو صاحب نے پھر بھی انکار ہی کر دیا۔ اسپر اس نابکار نے جیٹھ اساڑھ کی جلتی بلتی دھوپ میں برہنہ بٹھا کر جلتی بلتی ریت آپ کے جسم پر ڈالنی شروع کی۔ یہاں تک کہ گرو صاحب کے جسم پر آبلے پڑ گئے۔ اس دلخراش واقعہ کو دیکھکر حضرت میاں میر صاحب نے گورو ارجن دیوجی مہاراج کو کہلا بھیجا کہ میں اس پاپی کے جور و ظلم کی اطلاع شاہ وقت کو دیتا ہوں۔ اور خود اس سفاک کے حق میں بددعا کرتا ہوں۔ لیکن گورو ارجن دیوجی مہاراج جواباً عرض کرتے ہیں۔ کہ آپ اس کے لئے تو بددعا نہ کریں۔ مگر میرے لئے دعا کریں۔ کہ خدا تعالیٰ مجھے اس امتحان میں کامیاب فرمائے

حضرات دیکھئے جابیے مسلمانوں کے سکھ گوروؤں کے ساتھ کیا تعلقات ثابت ہو رہے ہیں اور ہندوؤں کے کیا۔ یہ واقعات اپنی طرف سے میں نے نہیں بیان کر دیئے۔ کسی غیر مستند کتاب سے پیش نہیں کر رہا۔ کسی مسلمان کے پیش کردہ دلائل نہیں بتا رہا۔ بلکہ خود سکھوں کی کتابوں سے ان واقعات کو گوشگذار کر رہا ہوں۔ تاریخ گورو خالصہ میں خصوصیت کے ساتھ یہ سب واقعات مندرج ہیں۔ دوستو باوجود ان باتوں کے سکھ خود یہ تسلیم کر رہے ہیں۔ کہ مسلمان ہمیشہ ہمارے ساتھ دوستانہ طریق پر رہے۔ پھر بھی ہندو ان کو ہمارے برخلاف اکسا رہے ہیں۔ اور ناواقف سکھ ان کے بھرے میں آکر اسلام کے برخلاف ہاں اسی اسلام کے برخلاف جسے باوا صاحب نے پیش کیا۔ اور جس کے باوا صاحب ازحد دلدادہ تھے۔ کیا سے کیا کہہ جاتے ہیں۔ ان ہی واقعات کو دیکھئے کہ کیا چندولال نے اپنی پرسش کی ہرگز نہیں۔ بلکہ اس پاپی نے جب دیکھا کہ جلتی بلتی ریت جسم پر ڈالنے سے بھی گرو صاحب کے پائے ثبات متزلزل نہیں ہوتے تو اس نے کھولتے ہوئے پانی کی دیگ میں گرو صاحب کو ڈالدیا۔ آہ! دوستو! روح اس وقت کانپ اٹھتی ہے۔ جسم میں اس وقت لرزہ پیدا ہو جاتا ہے یہ کالبد خاکی اس وقت تھرا اٹھتا ہے۔ جب چندولال کے اس ظلم کا خیال آتا ہے۔ آہ گورو ارجن دیوجی مہاراج کا جسم کھولتے ہوئے پانی میں ڈالا گیا۔

چھٹے گورو کے تعلقات مسلمانوں سے

پھر چھٹے گورو صاحب جن کا نام گورو ہرگوبند صاحب تھا۔ اور جنہوں نے بعض ضروریات کے لئے تلوار کو کمر سے باندھا۔ آپ جب لاہور تشریف لائے تو کسی پنڈت یا کسی برہمن یا کسی مہاتما سے نہیں ملے۔ بلکہ آپ سید ہے حضرت میاںمیر صاحب۔ شیخ جان محمد صاحب لاہوری شاہ محمد اسمٰعیل صاحب۔ شیخ کرم شاہ صاحب وغیرہم کی ملاقات کے لئے گئے۔ اور انہیں سے گیان دھیان کی باتیں ہوتی رہیں۔ چندولال نے اس وقت بھی گورو صاحب کی دشمنی نہ چھوڑی۔ اور جہانگیر کے کان بھرنے شروع کئے۔ کہ گورو صاحب علم بغاوت بلند کرنے والے ہیں۔ مگر جہانگیر بدظن نہیں ہوا۔ اور اس کے تعلقات میں سر مو فرق پیدا نہ ہوا۔ جہانگیر جو کہ ہندوستان بھر کا بادشاہ تھا۔ اس سے بے خبر نہ تھا۔ کہ گورو صاحب نے باقاعدہ فوج رکھی ہوئی ہے۔ اور یہ کہ گورو صاحب تلوار حمائل کئے ہوئے ہیں۔ مگر باوجود اس کے اس نے چندولال وغیرہ کی شکایت کی پرواہ کی۔ کیا اس سے یہ نتیجہ نہیں نکلتا۔ کہ جہانگیر گورو صاحب

کی صحیح رعایت کرنا چاہتا تھا۔ اور بجائے اس کے کہ وہ ان لوگوں کی شکایت سے بدظن ہو کر گورو صاحب کے برخلاف کوئی کارروائی کرتا اس نے وزیر خان نائب وزیر اور غنچہ بیگ دو ہزاری کو سوا دو سو اشرفی دیکر گورو صاحب کے پاس بھیجا۔ اور گورو صاحب کے پتا کی تعزیت کی۔ اور جب گورو صاحب جہانگیر سے ملنے دہلی آئے۔ تو ماسوائے پرتپاک اور پر تعظیم ملاقات اور استقبال کے جہانگیر نے پانصد روپیہ گورو صاحب کا خرچ مقرر کیا۔

جہانگیر کی نوازش

چندو لال وغیرہ چونکہ ان کے دشمن ہو رہے تھے۔ اس لئے کسی نہ کسی بہانہ سے انہیں گوالیار کے قلعہ میں قید کرا دیا۔ مگر وزیر خان حضرت جلال الدین سجادہ نشین حضرت نظام الدین اولیاء اور حضرت میاں میر علیہ الرحمۃ نے سفارش کر کے رہا کرا دیا۔ مگر گورو صاحب نے فرمایا۔ کہ جب تک دوسرے شاہی قیدیوں کو رہا نہ کر دیا جائے۔ میں رہا نہ ہونگا۔ پس محض گورو صاحب کی خاطر پچیس ہندو راجاؤں کو جو سلطنت کے باغی تھے رہا کر دیا گیا۔ کیا اس سے بڑھ کر خاطرداری کسی کی ہو سکتی ہے۔ پھر جہانگیر نے گورو صاحب کو سات ضرب اتواپ اور ڈیڑھ ہزار سپاہ رکھنے کی بھی اجازت دی اور پنجاب کی نگرانی بھی گورو صاحب کے سپرد کر دی۔

چندو لال گورو صاحب کے حوالے

پھر ایک موقعہ پر گورو صاحب نے جب چندو لال کی حرکات و سکنات کے متعلق بادشاہ سے کہا۔ اور جرم ثابت ہو گیا۔ تو بادشاہ نے بغیر اس خیال کے کہ چندو لال سلطنت کا ایک معزز عہدہ دار ہے۔ محض اس وجہ سے کہ گورو صاحب کے والد بزرگوار کا قاتل ہے۔ قطعی طور پر گرو صاحب کے حوالہ کر دیا۔ کہ یہ میرا مجرم نہیں آپکا مجرم ہے۔

خلاصہ

حضرات! کہاں تک ان واقعات کو پیش کرتا چلا جاؤں۔ مسلمان بادشاہوں اور مسلمان امراء نے ہر طرح کی رعایت اور ہر طرح کی تعظیم و تکریم گورو صاحبان کی مدنظر رکھی۔ مگر یہ ہندو ہی تھے۔ کہ ان کے برخلاف خود بھی جوش سے اندھے ہو رہے تھے۔ اور دوسروں کی آنکھوں میں بھی ان کے برخلاف مٹی ڈالنا چاہتے تھے مسلمان بادشاہوں نے اپنے باجگذاروں سے گوروؤں کو تحفے و نذرانے دلائے۔ گورو صاحبان بیمار ہوں تو بنفس نفیس ان کی عیادت کے لئے تشریف لیجائیں گورو صاحبان کا اگر کوئی دشمن پیدا ہو تو مسلمان بادشاہ خود اس کا سر کچلنے کے لئے آگے بڑھیں۔ گورو صاحبان پر الزام لگائے جائیں۔ تو مسلمان بادشاہ بجائے انہیں متہم و ملزم گردانے کے انھیں موقر و معزز بنائیں۔ چندو لال چندو لال کا بیٹا کرم چند گرو صاحب کا چچیرا بھائی مہربان نام۔ وہیر مل۔ بھگوانا رام رائے۔ گوبند بھنت۔ کرپا داس۔ دیوان سچدانند گنگو برہمن۔ دربار امرتسر کے جملہ پجاری۔ راجہ بھیم چند۔ راجہ کرپال چند۔ راجہ کیسری چند راجہ سکھدیو۔ راجہ ہرچند۔ راجہ پرتھی چند۔ راجہ فتح چند۔ وغیرہ وغیرہ کون تھے۔ اور انکا سکھ گوروؤں سے کیا تعلق تھا۔ جاؤ سکھوں کی کتب پڑھو۔ آپ ہی پتہ چل جائیگا۔ کہ یہ دشمن تھے۔ مار آستین تھے۔ یہ بھیڑ کے لباس میں بھیڑیئے تھے۔ جو گورو صاحبان کی جان کے لاگو تھے لیکن ان کے بالمقابل جہانگیر بادشاہ ہے۔ عالمگیر بادشاہ ہے۔ اکبر بادشاہ ہے شاہجہان بادشاہ ہے۔ وزیر خان نائب وزیر ہے۔ حسن خان حاکم لاہور ہے۔ غنچہ بیگ دوہزاری ہے۔ حسن علی شاہ عربی ہے۔ سیف علی خان ہے۔ سید بدھن شاہ ساڈھوری ہے۔ سید بدھن شاہ ساڈھوری کا لڑکا ہے (جو راجوں کی لڑائی میں گورو صاحب کی حمایت میں مار ڈالا گیا) نبی خان اور اس کا بھائی غنی خان ہے۔ قاضی پیر محمد ہے۔ حضرت میاں میر صاحب ہیں۔ حضرت جلال الدین صاحب سجادہ نشین حضرت نظام الدین اولیا ہیں۔ شیخ جان محمد صاحب لاہوری ہیں۔ شاہ محمد اسمٰعیل صاحب ہیں۔ نواب مالیر کوٹلہ ہے۔ نواب مورنڈھ ہے۔ نواب روپڑ ہے۔ شہزادہ دارا شکوہ ہے اور دیگر امراء اور روسا و فقراء و صوفیا ہیں۔ جو گورو صاحبان کے دوست ہیں۔ اور گورو صاحبان کے پسینے کی جگہ اپنا لہو بہانے والے ہیں۔ جو گرو صاحبان کی مدد کرنے والے ہیں۔ جو گرو صاحبان کے اعزاز و اکرام کو بٹہ لگانا تو کجا دوبالا کرنیوالے ہیں۔ پھر ان امور کے ہوتے ہوئے کیسے یہ کہا جا سکتا ہے۔ کہ مسلمان سکھوں کے دشمن تھے۔ اور انہوں نے گوروؤں کے بچوں کو قتل کرا دیا۔

پس اے میرے دوستو! مسلمان تو گرو صاحبان کے خیر خواہ اور خیر اندیش تھے۔ وہ تو ان کے محافظ تھے وہ کیسے گوروواروں کو تہ تیغ کر سکتے تھے۔ یہ چندو لال اور چندو لال کے قماش کے ہی آدمی تھے۔ جنہوں نے انکو قتل کیا۔ ان کے زنانہ کو تکلیفیں دیں۔ دوستو میرا وقت ختم ہو رہا ہے۔ ورنہ میں اس امر کو سکھ تاریخوں سے ہی کھولکر بتلاتا۔ کہ گورو گوبند سنگھ کے بچوں کے قاتل مسلمان تھے یا ہندو۔

پس ان واقعات کو سکھ صاحبان کے سامنے پیش کرنا چاہیئے۔ کہ ہم تو آپ کے خیر خواہ ہیں۔ نہ آج سے بلکہ ہمیشہ سے۔ کیونکہ آپ کا مذہب آخر اسلام ہی ہے۔ پس اگر ان باتوں کو ان کے سامنے پیش کیا جائے۔ تو ممکن ہے کہ سکھ اور بھی ہمارے قریب نہ ہو جائیں۔ یہ واقعات اس قابل ہیں۔ کہ سکھ دوستوں کے درمیان ان کی جتنی بھی اشاعت کی جائے کم ہے۔ بعض فتنہ پرداز لوگوں نے سکھوں اور مسلمانوں کے درمیان آزردگی اور کشیدگی پھیلانے کے لئے جو پروپگنڈا اختیار کر رکھا ہے۔ واقف کار احباب اس سے بہت حد تک آگاہ ہیں۔ اس زہر کا بہترین تریاق سکھوں کو اصل حالات سے آگاہ کرنا ہے۔ اور اگر آپ اس مضمون سے زیادہ واقف ہونا چاہتے ہیں تو آپ میری تصنیف "باوا صاحب کا مذہب" ضرور ملاحظہ فرماویں۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

ناظرین! بوقت خط و کتابت چٹ نمبر کا حوالہ ضرور دیں۔ "مینجر"

Digitized by Khilafat Library Rabwah

شذرات

گوگیرہ کی جماعت کا قابل قدر نمونہ

گوگیرہ کی جماعت صرف ۹ کس احباب پر مشتمل ہے یہ پرچے نور کے پہلے خریدے جاتے تھے۔ جب نور کے بند ہونے کی خبر اس حساس جماعت کو ملی تو اس کی رگ حمیت پھڑک اٹھی اور فی الفور ۴ خریدار اور مہیا کئے گئے۔ گویا گوگیرہ کی جماعت میں سوائے ایک دوست کے اور سب بھائی نور کو منگواتے ہیں۔ اگر دیگر جماعتوں کی رگ حمیت بھی اسی طرح جوش میں آجائے۔ تو نور کے قفل اشاعت کا حل ایک ہفتہ کے اندر اندر طے ہوسکتا ہے۔ کئی بڑی بڑی جماعتیں اس وقت میرے سامنے ہیں۔ جہاں شاید ہی ایک آدھ دوست منگواتا ہو۔ اور ان کے سکرٹری پریذیڈنٹ صاحبان کو جب کبھی خاکسار ایڈیٹر نور کے لیکچر کی ضرورت پڑے مجبوراً یاد آجاؤں۔ تو وہ دوسری بات ورنہ ان کی بے حسی اس امر کی بین دلیل ہے۔ کہ گویا انکو معلوم بھی نہیں کہ قادیان سے کوئی اخبار نور بھی شایع ہوتا ہے۔ جو تمام ہندوستان میں سکھوں اور آریوں میں اشاعت اسلام کا واحد ذریعہ ہے۔ سکرٹری صاحب صدر گوگیرہ کا پرجوش خط انشاء اللہ آئندہ اخبار میں درج ہوگا۔ ناظرین نور اس خط کو ضرور ملاحظہ فرماویں اور خصوصیت سے اپنی مقامی انجمن کے عہدہ داروں کی توجہ میں لائیں۔

جوابی کارڈ اور اس کا جواب

۱۷۔ جولائی کے پرچہ کے ساتھ ہر ایک ذی حس اور خیر خواہ دوست کے نام جوابی کارڈ بھیجے گئے ہیں اس نازک وقت میں جبکہ دفتر دعوۃ و تبلیغ نے باوجود بجٹ میں گنجائش نہ ہونے کے بھی اپنے بجٹ کو توڑ کر ۵۰ خریداروں کے عطیہ سے نور کی اعانت ضروری سمجھی ہے۔ تو اس صورت میں احمدی احباب پر اس آڑے وقت میں جو نور کی اعانت واجب ہوسکتی ہے وہ صاف ظاہر ہے۔ اول تو بغیر جوابی کارڈ کے ہی دوستوں کا فرض تھا کہ وہ جلد سے جلد نور کی اعانت کے لئے ہاتھ بڑھاتے۔ اور پھر دریں حالت کہ دوستوں کو جوابی کارڈ بھی بھیجے گئے ہیں۔ دوستوں کا ضروری فرض ہے۔ کہ وہ جس قدر جلد ممکن ہوسکے جواب باصواب سے مطلع فرماویں۔ جوابی کارڈ کے جواب سے محروم رکھنا یہ امر سخت معیوب ہے۔ ایسے وقت میں سکھوں اور آریوں میں تبلیغی سوال کی اہمیت کو مدنظر رکھکر دوست جو کچھ بھی مناسب سمجھیں۔ اس کے نتیجہ سے جلد از جلد مطلع فرماویں۔

آریوں کی شرافت کا موازنہ

نور کے آخری پرچہ کا اعلان پڑھ کر جس خوشی کا اظہار پرکاش کے ایڈیٹر نے کیا اور مارے خوشی کے پھولا نہیں سمایا۔ وہ اس امر کی بدیہی دلیل ہے۔ کہ مخالف کی مصیبت پر بغلیں بجانا آریہ سماج کا خاصہ ہے۔ ایام جنگ میں پرکاش نے جب اپیل کی تو نور نے معاصرانہ ہمدردی کا اظہار کیا۔ اس کے بعد جب مہاشہ کرشن قید ہوئے نور نے دردمند نوٹ لکھا۔ پرکاش جب ہفتہ میں دوبار ہوا۔ اور پرکاش نے معاصرانہ اعانت چاہی تو نور نے بخوشی دست شفقت دراز کیا۔ سب سے بڑھ کر جب آریہ گزٹ اور پرکاش کا جھگڑا ہوا اور آریہ گزٹ کے ایڈیٹر نے آریہ خواتین پر حملہ کیا تو احمدی پریس نے آریہ گزٹ کو نہ صرف سختی سے ڈانٹا۔ بلکہ اس ضمن میں ایڈیٹر پرکاش کی مظلومیت کے ساتھ ہمدردی کا اظہار کیا۔ مگر دوسری طرف آریوں کا اخلاق اور شرافت ملاحظہ ہو۔ کہ پرکاش نور کے عارضی التوا پر غیر معمولی خوش ہونا اور بغلیں بجاتا ہے۔ یہ ہردو اقوام کی شرافت اور نجابت اور اخلاق کا ادنیٰ سا نمونہ ہے مگر بے چارے پرکاش کے ایڈیٹر کو یہ کیا معلوم تھا۔ کہ اس کی یہ خوشی عارضی ہے اور چند ہی روز میں اسے بغلیں بجانے کی بجائے بغلیں جھانکنی پڑیں گی۔

آریہ سماج کی پشت پر ریاست کشمیر

پہلے ریاست کشمیر نے اچھوت اودہار کے لئے آریہ سماج کے واسطے غیر معمولی آسانیاں بہم پہنچائیں۔ جس کی وجہ سے سینکڑوں میگھ اوڈھ وغیرہ شدہ کئے گئے اب ریاست نے ان اشدھ شدہ اقوام کے بچوں کو سرکاری سکولوں میں داخلہ کی اجازت دیدی ہے۔ جس سے تحریک اشدھی کو بہت مدد پہنچے گی ریاست کشمیر گو ساتنی ہے۔ مگر آریوں کی تحریک اشدھی کے لئے جو اس ریاست نے سہولتیں پیدا کی ہیں۔ اس کی موجودگی میں اس سے انکار کرنا مشکل ہے۔ کہ درپردہ ریاست کی کافی سے زیادہ ہمدردی آریوں کے ساتھ بھی ہے۔ اول تو کسی اسلامی ریاست کو یہ خیال ہی کم ہے۔ کہ وہ تبلیغ میں حصہ لے۔ بالفرض اگر کوئی ریاست اس طرف توجہ بھی کرے تو آریہ پریس آسمان سر پر اٹھالے گا۔ گویا آریہ سماج دل سے اس امر کا متمنی ہے کہ تمام جہان کو آرین بپتسمہ دیکر نیوگ کا حامی و مددگار بنادے۔ اور اگر کوئی شخص اپنے مذہب کے دفاع کے لئے کوشش کرے تو اسکو جاتی (ذات) اور پنکتی (قطار) اور دیش (ملک) سے باہر نکال دے اور ایسے ادھرمی پرش (بے دین آدمی) کو کہیں بھی رہنے نہ دے کیونکہ آریوں کے پانچویں وید ستیارتھ پرکاش کی یہی تعلیم ہے۔

تبلیغ زمیندارہ

اس اخبار میں دوسری جگہ آپ تبلیغ زمیندارہ کے عنوان سے ایک مبسوط مضمون ملاحظہ فرماویں گے۔ زمیندار احباب خصوصیت سے اس مضمون کو پڑھیں اور اگر مسلمانوں کی خوش قسمتی سے اس پر عمل بھی شروع ہوجائے۔ تو بدون کسی خرچ کے چند ہی سالوں میں ہزاروں نہیں لاکھوں کی تعداد میں لوگ مشرف بہ اسلام ہوسکتے ہیں۔ ہر پیشہ اور جماعت کے مسلمانوں کو ذرا زمانہ کی نزاکت پر غور کرنا چاہیئے اور انہیں دیکھنا چاہیئے۔ کہ وہ ان دنوں کس پر آشوب راستہ سے گذر رہے ہیں۔ اور اگر یہ لوگ تبلیغ کے

Digitized by Khilafat Library Rabwah

اہم فرض سے کوتاہی سے کام لینگے تو یاد رکھیں ہندوستان کی فراخ دہرتی ان کے لئے تنگ ہوجائے گی۔ اور ان کی زندگی ایک سطحی حالت سے زیادہ وقعت نہیں رکھے گی۔ لہذا اگر مسلمان ہندوستان میں وقار سے زندگی بسر کرنا چاہتے ہیں تو ان کے لئے ایک ہی راہ ہے کہ وہ اللہ تعالےٰ کے ارشاد کے مطابق تبلیغ پر بہت زور دیں۔

یہ کیا ماجرا ہے

زمیندار ۱۲ جولائی کے انشو میں لکھتا ہے کہ:۔

حافظ چراغ الدین صاحب سیالکوٹی جو پیر جماعت علی صاحب کی سلک ارادت میں منسلک تھے۔ ڈیڑھ سال کا عرصہ ہوا کہ رہ گرائے عالم باقی ہو گئے۔ اور ان کی وفات کے چند ہی مہینہ بعد ان کے بڑے لڑکے محمد شفیع کا بھی انتقال ہو گیا۔ مرحوم کے ذمے قرضہ کی ایک کثیر رقم تھی۔ اور کل اثاثہ ایک مکان تھا۔ جسے فروخت کرکے مرحوم کی بیوہ قرضخواہوں کے رات دن کے تقاضے سے گلو خلاصی کرنی چاہتی۔ اگر مہاجن کا نرا قرضہ ہوتا۔ یہ عفیفہ مکان بیچ کر دن رات کی مصیبت سے چھوٹ جاتی۔ لیکن مشکل یہ آن پڑی کہ مرحوم نے طریقت کی اس بڑی کوٹھی سے جو علی پور شریف میں واقع ہے۔ کوئی دو ہزار روپیہ قرض لے رکھا تھا اس کوٹھی کے مقدس مہاجن کو جب یہ خبر ملی کہ بیوہ مکان فروخت کرنے والی ہے۔ تو جھٹ اپنے صاحبزادہ محمد حسین کو قانونی کارروائی کرنے کے لئے سیالکوٹ روانہ کر دیا۔ حافظ چراغ الدین نے جو رقم اپنے پیر سے قرض لی تھی۔ اس کے لئے ایک پرامیسری نوٹ لکھدیا تھا۔ مقدس باپ کے مقدس ترجیٹے نے عدالت میں درخواست دے کر حکم امتناعی حاصل کر لیا کہ مکان فروخت نہ ہو۔ پھر نالش داغ دی اور پرامیسری نوٹ کی بناء پر جس میں "سود فی صدی" کی جگہ نذرانہ فی صدی" لکھا ہوا تھا۔ دو ہزار اصلی اور ایک ہزار نذرانہ یعنی کل تین ہزار کی ڈگری لے لی۔ اب چراغدین کی بیوہ پانچ چھ ننھے ننھے بچوں کو لئے ہوئے۔ دھکے کھاتی پھرتی ہے۔ اور اس کا کوئی پرسان حال نہیں۔

ایک دن وہ تھا کہ پیر جماعت علی شاہ صاحب اپنے مفت خور حاشیہ نشینوں کے ساتھ جو تعداد میں کبھی پندرہ بیس سے کم نہ ہوتے تھے۔ حافظ چراغ دین مرحوم کے گھر پلاؤ اور بریانی اڑایا کرتے تھے۔ آج وہ دن ہے کہ پیر صاحب نے اس فاقہ کش کنبہ سے پوچھا تک نہیں کہ تمہاری زندگی کس طرح کٹ رہی ہے۔ بلکہ ان بدنصیبوں کا گھر بار سب قرق کرا لیا۔ اور مرے ہوئے مریض کی ہڈیوں سے دو ہزار کی جگہ نذرانہ ملا کر تین ہزار وصول کر لیا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

نور پیر جماعت علی شاہ صاحب کی نسبت اس دل ہلا دینے والی واقعہ کو ماننے کے لئے ابھی تک ہمیں تامل ہے۔ ضرورت ہے کہ پیر صاحب موصوف بذات خود اس پر روشنی ڈالیں۔ ورنہ ان کی خاموشی ان کی نسبت پبلک میں جو فہم اور احساس پیدا کر سکتی ہے۔ اسے پیر صاحب موصوف کسی اور کی نسبت زیادہ بہتر سمجھ سکتے ہیں۔

بقیہ مضمون صفحہ اول

کرتا ہے اس وید کی برائی کرنے والیکو ذات اور ملک سے باہر نکالدینا چاہیئے۔ پھر اسی پر بس نہیں رگ وید بھاش مطبوعہ ۱۹۳۵ بکرمی صفحہ ۲ پر لکھتے ہیں کہ جو ننداک پرش (غیبت اور مخالفت کرنیوالے) ہیں۔ وہ سب ہماری جائے رہائش سے دور چلے جائیں نہ صرف ہماری جائے رہائش سے بلکہ دوسرے ممالک سے بھی دور ہو جاویں۔ مطلب یہ کہ اوہری پرش (ویدوں کے نہ ماننے والے) کسی ملک میں بھی نہ رہنے پاویں۔

نور خدانخواستہ اگر آج پانچ منٹ کے لئے بھی ہندوستان کی باگ ڈور ذرا آریہ لوگوں کے ہاتھوں میں آجائے تو یہاں کے مسلمانوں عیسائیوں سکھوں، برہموؤں، جینوؤں، دیو سماجیوں حتیٰ کہ سناتنیوں پر بھی جس بے دردی کے ساتھ یہ ہندوستان کی وسیع زمین تنگ ہو سکتی ہے۔ اور ہندوستان کی اینٹ سے اینٹ کھڑک سکتی ہے۔ وہ کسی تشریح کی محتاج نہیں۔ وریں حالات ہر ایک بہی خواہ کی یہی دعا اور قدرت کا یہی قانون ہے۔ کہ وہ ناحق نہیں دیتی کسکو؟

بائبل کے نسخہ کی نہایت گران قیمت

واشنگٹن کا ایک اخبار لکھتا ہے۔ کہ کارنتھیا میں بائبل کی ایک پرانی کاپی ایک امریکن سوداگر نے پینتالیس ہزار پونڈ میں خریدی ہے۔ یہ کھلا راز ہے کہ مسٹر ایڈورڈ گولڈسٹن نامی ایک انگریز جس نے اس سے پیشتر بائبل کا ایک پرانا نسخہ ۲۱۴۰۰ پونڈ میں ایک امریکن کے ہاتھ فروخت کیا تھا۔ اس نسخہ کو خرید نے کے لئے نامہ و پیام کر رہا تھا۔ اس نے اسی غرض سے آسٹریا کا سفر اختیار کیا اور مالکان نسخہ سے بات چیت کی۔

مالکان نے نسخہ کی قیمت ساٹھ ہزار پونڈ طلب کی مسٹر گولڈسٹون نے یہ رقم دینی منظور نہ کی۔ کہا جاتا ہے وہ چھتیس ہزار پونڈ دینے پر رضامند تھا۔ بائبل کے نسخہ کا پینتالیس ہزار پونڈ میں سودا اگر منظور کر لیا گیا تو یقیناً یہ وہ قیمت ہوگی۔ جس کی نظیر دنیا میں نہیں ملے گی"۔

کہا جاتا ہے کہ یورپ آجکل عیاشی کا گہوارہ اور مذہب سے بالکل بے خبر ہے۔ مگر مذکورۃ الصدر واقعہ کی موجودگی میں اسکی تصدیق میں تامل ہے۔ اور یہ حالات موجودہ کہے بغیر نہیں رہا جاسکتا کہ اگر یورپ میں ایک طرف صرف عیاشی اور لامذہبیت کا گہوارہ ہے تو دوسری طرف ہم مذہب سے لگاؤ رکھنے والے فدائیوں کی بھی کمی نہیں ہے بغیر دلی لگن اور فدائیت کے کون اسقدر گراں قیمت پر جسکی تعداد لاکھوں روپیہ تک پہنچتی ہے بائبل کا ایک نسخہ لینے کے لئے تیار ہو سکتا ہے۔

کیا مسلمانوں کے قلوب میں بھی اپنی پیاری کتاب کے لئے یہ جذبہ موجود ہے۔ اور وہ اپنی پیاری کتاب کو دنیا کے کونوں تک پہنچانے کے لئے ایسی قربانی کا مادہ اپنے اندر رکھتے ہیں۔ اس کے لئے کہیں دور جانے کی ضرورت نہیں ہر بھائی کا دل اسکا بہترین جواب دے سکتا ہے۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

تبلیغ زمیندارہ

(ایک زمیندار کی قلم سے)

شدھی اور سنگھٹن کی بابت آریوں اور دیگر ہندوؤں بالخصوص سوامی شردھانند صاحب نے پچھلے دو ہفتوں میں جو مضامین اور اعلانات شایع کئے ہیں۔ ان سے ثابت ہے۔ کہ کس قدر وسعت اور کس حوصلہ سے سوامی صاحب یہ کام شروع کرنے کا ارادہ رکھتے ہیں۔ اور پایا جاتا ہے۔ کہ یہ کام زیادہ تر دیہات میں کیا جائیگا۔ ایک طرف اگر اچھوت اقوام زیر عمل رکھی جائیں گی۔ تو دوسری طرف دیہات کے ناتعلیم یافتہ زمیندار اور خصوصاً وہ مسلمان جو غریب اور مفلس ہیں۔ اور جن کو عموماً کمین کہا جاتا ہے۔ زیر مشق ہوں گے۔ یہ اعتراض کہ کیوں آریہ ہندو یا سوامی شردھانند صاحب شدھی اور سنگھٹن کا عزم کرتے ہیں۔ یا ان کو کیا حق ہے۔ میری رائے میں ایک فضول اعتراض اور زبردستی ہے جب خود مسلمانوں اور عیسائیوں کو یہ حق حاصل ہے۔ تو کوئی وجہ نہیں۔ کہ آریوں اور ہندوؤں کو نہ ہو۔ جب ایک لامذہب اور ناستک بھی اپنے عقیدے کا یہ اعلان کر سکتا ہے۔ کہ لوگ اس کے اس عقیدے کی پیروی کریں۔ تو کیوں ہندو اور آریہ ایسا نہ کریں۔ ہر مذہب والے کو یہ حق حاصل ہے۔ کوئی روک نہیں۔ بجائے اس کے کہ ہم دوسرے مذہب والے کو اس سے روکیں۔ اور برا منائیں۔ مناسب وقت یہ ہے۔ کہ خود ہم بھی تبلیغ کے واسطے تیار ہوں۔

موجودہ طریق عمل تبلیغ جب سے ہندوؤں اور آریوں کی طرف سے زیر سرپرستی سوامی شردھانند صاحب اور دیگر مقتدر آریہ اور ہندو صاحبان کے یہ کام شروع ہوا ہے۔ تب سے بہت سے مسلمان اسلام چھوڑ کر شدھ ہو چکے ہیں۔ چنانچہ سوامی شردھانند اپنے نئے اعلان میں فرماتے ہیں۔ کہ پہلے وقت کی کارگذاری میں ایک لاکھ روپیہ جمع ہوا۔ اور پچاس ہزار مسلمان شدھ کئے گئے۔ اس سے پتہ لگ سکتا ہے کہ بار ثانی کی یورش میں جو کہ اب ہونیوالی ہے کس قدر کامیابی ہو سکتی ہے۔ جب ملکانوں میں پہلی دفعہ شدھی کا شور اٹھا۔ تو اگرچہ ہر ایک مسلمان فرقہ کی طرف سے مسلمانوں نے اس کے روکنے کی فکر کی۔ اور بہت سے مولوی صاحبان اور ان کی طرف سے اور لوگ بھی ملکانوں میں گئے۔ لیکن سچ یہ ہے کہ جیسے کامیابی چاہیئے تھی۔ نہیں ہوئی۔ وجہ اس کی یہ نہیں۔ کہ اسلام کمزور تھا۔ بلکہ خود مولوی صاحبان اور ان کے مقتدیوں میں فرقہ وارانہ جنگ چھڑ گئی جس کا نتیجہ یہ ہوا۔ کہ جن لوگوں کو شدھی سے بچانے کے لئے گئے تھے۔ وہی لوگ ایک بڑی حد تک بدظن ہو گئے۔

مولوی صاحبان اور شدھی ہمارے مولوی صاحبان کے باہمی پرخاش اور عین جواب دہی کے وقت باہمی جنگ وجدل نے یہ ثابت کر دیا۔ کہ دراصل ادائے فریضہ تبلیغ کے واسطے باین حالات مولوی صاحبان موزوں نہیں ہیں۔ بعض مولوی صاحبان بیشک موزوں ہیں۔ جو کہ اندرونی جھگڑوں میں نہیں پڑتے اور جو کفر و ارتداد کی بحث نہیں اٹھاتے۔ لیکن عام تبلیغ کے واسطے میری رائے میں عام لوگ ہی زیادہ تر قابل ثابت ہو سکتے ہیں۔

جیسے کہ اس وقت ہمارے سامنے اضلاع ملتان، منٹگمری۔ مظفر نگر۔ ڈیرہ اسمٰعیل خان۔ سرگودہا و شاہپور۔ میانوالی جھنگ کی نظیریں موجود ہیں۔ ان علاقوں کے زمینداروں و دیگر عام مسلمانوں نے نہ صرف مذہبی خیال سے ہی بلکہ اغراض کے تحت بھی اپنے حسن اخلاق کے ذریعہ سے ہزاروں چوہڑوں، خاکروبوں کو رفتہ رفتہ مسلمان کر دیا جس کا نتیجہ اس وقت یہ ہے کہ ان علاقوں میں کوئی بھی چوہڑہ اور خاکروب نظر نہیں آتا۔ ان نومسلموں میں سے شاید چار یا پانچ فی صدی مسلمان بھی ایسے نہیں ہوں گے۔ جو کسی مولوی صاحب کی محنت کا نتیجہ ہو۔

اس سے ثابت ہوا کہ اگر دیہات کے زمیندار بطور خود یہ کام کرنے لگیں تو بمقابلہ دیگر لوگوں کے یہ خوبصورتی کے ساتھ کامیاب ہو سکتے ہیں پنجاب میں اس وقت ۳۴ ہزار گاؤں ہے۔ اور ۳۴ ہزار میں سے قریباً بیس ہزار مسلمانوں کے گاؤں ہیں اور ان میں تمام اچھوت قومیں رہیں۔ مثلاً چوہڑے، سانسی گندھیلے۔ بھیڈکٹ، بٹوال، چمار، میگھ، وغیرہ وغیرہ بود و باش رکھتے ہیں۔ اور زمینداروں کو زمینداری کے کام میں ان لوگوں کی سخت ضرورت پڑتی ہے۔ عیسائی تبلیغ کی وجہ سے بہت سے چوہڑے ضلع گورداسپور سیالکوٹ لاہور وغیرہ میں عیسائی بھی ہو چکے ہیں۔ اور اس وجہ سے زمینداروں کو کام کاج میں کوئی تکلیف ہوتی ہے۔ لیکن چونکہ عیسائی مسلمانوں کے بمقابلہ ہندوؤں کے زیادہ قریب ہیں۔ اور ان کا سلسلہ مذہب ایک ہی حد سے شروع ہوتا ہے۔ اس واسطے ان سے مسلمان زمیندار پھر بھی کام لے سکتے ہیں۔ لیکن جب یہ اچھوت قومیں شدھ ہو کر مہاشہ بن جاتی ہیں۔ تو پھر ان میں بھی وہی نسبت ہو جاتی ہے۔ جو ہندوؤں اور مسلمانوں میں ہے۔

بڑی مشکل یہ ہے کہ جب یہ قومیں دیہات میں مہاشہ بن گئیں۔ تو اس کا پہلا اثر یہ ہوگا۔ کہ ان جدید مہاشوں سے غریب دیہاتی زمیندار تمدنی رنگ میں بھی کام نہیں لے سکیں گے یہ وہ اٹل مشکل ہوگی۔ کہ جس کا حل بعد از وقت مشکل تر ہو جائے گا۔ اس واسطے لازم ہو گیا ہے۔ کہ اس نہ ہم صرف مذہبی خیال سے ہی بلکہ معاشرتی اور تمدنی اور زمیندارہ اغراض کے تحت بھی بہ مثل اضلاع ملتان وغیرہ زمینداروں کی طرف سے تبلیغ کا ایک نیا باب کھولدیں۔ بیس ہزار مواضعات مسلمان، زمینداروں میں سادہ طریق سے یہ کام شروع کیا جائے

Digitized by Khilafat Library Rabwah

خداوند کریم کے فضل و کرم سے قریباً کامیابی کی امید ہو سکتی ہے۔

چونکہ یہ ایک پرانی تجویز زمینداروں کی تجدید ہے۔ اس واسطے ہم جرأت کرکے زمینداروں اور قوم کے دیگر لوگوں کو توجہ دلاتے ہیں۔ کہ وہ اس پرانی تجویز کی بابت سوچیں۔

قواعد کچھ ضرورت نہیں کہ اس پرانی تجویز کی تجدید کے متعلق مختلف قواعد وضع کرکے خواہ نخواہ معاملہ پیچیدگی میں ڈالا جائے۔ جیسے دیہاتی زمینداروں کی زندگی سادہ ہے اسی طرح اس تجویز کے متعلق بھی سادہ قواعد کی ضرورت ہے۔

مثلاً (۱) یہ کام خلوص اور محبت سے شروع ہونا چاہیئے۔

(۲) چونکہ عموماً دیہات میں سوائے چند دیہات کے مشترکہ نسل اور مشترکہ مورث اعلیٰ کی اولاد میں سے زمیندار ہوتے ہیں۔ کچھ مسلمان اور کچھ سکھ اور کچھ ہندو۔ اس واسطے ضروری ہے۔ کہ یہ کام مسلمان زمینداروں کو نہایت بردباری اور سلوک سے شروع کرنا چاہیئے۔

تبلیغ اسلامی میں قرآن مجید کا یہ حکم ہے کہ نہایت خلوص اور نرمی سے یہ کام کرنا چاہیئے ایسے طور پر کہ دوسرے مذاہب کے لوگوں کو پتہ لگ جائے۔ کہ یہ کام محض للہ فی اللہ ہوتا ہے۔ نہ کسی کی ضدیت سے۔ عیسائیوں کا طریق عمل موجودہ سوائے چند غیر مطبوع واقعات کے قابل غور ہے۔ عیسائی مذہب کے منادا اور واعظ حتی الامکان نہایت بردباری اور متانت سے کام کرنے کے عادی ہیں۔ اس سے انکار نہیں کیا جا سکتا

(۳) ہم دیکھتے ہیں کہ مذہبی رنگ میں خصوصاً شدھی اور تبلیغ اسلامی کے متعلق بعض بعض جگہ پر نامناسب واقعات ظہور میں آتے ہیں۔ اس قسم کے واقعات زمیندارہ تبلیغ میں نہیں واقعہ ہونے چاہیئے۔

(۴) مثلاً خواہ مخواہ اذان یا مسجد کے سامنے باجا بجانے وغیرہ امور کے متعلق بعض دفعہ وہ مشکلات پیدا کی جاتی ہیں۔ جو دیر تک دونوں قوموں کے واسطے پرخاش اور تکلیف زائد کی محرک ہوتی ہیں۔ اگر خلوص اور بردباری سے کام کیا جاوے۔ تو اس قسم کے واقعات کبھی بھی ظہور پذیر نہیں ہو سکتے۔ ہم اس ضمن میں گاؤکشی کے واقعات بھی رکھتے ہیں۔ کچھ ضرورت نہیں ہے کہ خواہ مخواہ دیہات میں گاؤکشی کا جھگڑا کیا جائے

(۵) ملک پنجاب کے بیس ہزار مواضعات یا دیہات میں سے ۵۴ فی صدی آبادی مسلمانوں کے قریباً بیس ہزار مواضعات خالص مسلمانوں کے ہوں گے۔ بایں حالات اگر یہ کام شروع ہو تو رفتہ رفتہ بیس ہزار مواضعات میں کام کرنا پڑیگا اس صورت میں گویا ہمارے ہاتھ میں بیس ہزار مشنری جماعتیں آتی جاویں گی۔

(۶) جس طرح اضلاع ملتان وغیرہ کے مسلمانوں نے نہایت بردباری اور استقلال کے ساتھ اس بارے میں کام کیا ہے۔ اور کامیابی کے سہرہ انکے سر بندھا ہے۔ اور ہزاروں جانیں بارگاہ اسلام میں موحد اور کلمہ گو نظر آتی ہیں۔ اسی طرح اگر پنجاب کے دیگر حصوں کے مسلمانوں نے یہ کام نرمی بردباری اور استقلال سے شروع کیا تو پوری کامیابی کی بفضل خداوند کریم امید کی جا سکتی ہے۔

(۷) اس زمیندارہ تبلیغ میں خواہ مخواہ فرقہ وارانہ کفر و الحاد کے جھگڑے نہ شروع کئے جاویں۔ شروع میں ہر نو مرید کو مسلمان بنایا جائے بعد میں وہ خود اس کا فیصلہ کر سکتا ہے۔ کہ اس کو کس فرقہ میں شامل ہونا چاہیئے۔ پہلے شکار کیا جائے پھر تقسیم ہو سکتی ہے۔

پنجاب کے بعض شہروں اور دیہات میں صدہا گھرانے اور ہزاروں جانیں قوم چوہڑوں سے اس قسم کی ہیں۔ جو نماز پڑھتی اور روزہ رکھتی اور مسلمان مولوی یا ملاؤں سے نکاح پڑھواتی ہیں لیکن اس پر بھی انہیں مردم شماری میں چوہڑہ لکھا جاتا ہے۔ اور مسلمان بھی ان کو چوہڑہ سمجھتے ہیں۔ کتنی غلطی اور کتنی فروگذاشت ہے۔ گویا ہماری نظروں میں مسلمان وہ ہے۔ جو ہاتھوں میں تسبیح رکھے اور اللہ ہو اللہ ہو باٰواز بلند کرتا پھرے۔ ایسی قوموں کے متعلق یہ عذر بھی کیا جاتا ہے۔ کہ چونکہ یہ لوگ لوگوں کا پاخانہ اٹھاتے ہیں۔ اس واسطے یہ مسلمان نہیں۔ باوجودیکہ نماز گذار بھی ہیں ملتان میں مجھے ایک مسلی مسلمان نے یہ کہا۔ کہ اگر یہ کام کرنا ہم کو دائرہ اسلام سے نکالتا ہے۔ تو آپ لوگ بھی اپنے ہاتھ سے طہارت نہ کیا کریں۔ اور اپنے بچوں کا پاخانہ نہ اٹھایا کریں۔ میری رائے میں یہ جواب معقول ہے۔ ہم تو باوجود ایسا کام کرنے کے مسلمان رہیں۔ اور یہ لوگ کلمہ گو ہونے پر بھی اسلام میں داخل نہ ہو سکیں اگر ایسے لوگ کلمہ پڑھ کر مسلمان ہوں۔ تو ان کو داخل اسلام سمجھا جائے۔ بشرطیکہ وہ مردہ جانور نہ کھائیں اور شرک نہ کریں۔

(۸) جب یہ لوگ داخل اسلام ہو جائیں تو ان کو وہی مساواتی حقوق ملنے چاہئیں جو دوسرے مسلمانوں کو حاصل ہیں۔ ان سے کراہت و نفرت نہ کی جائے۔ ان کو قومی تقریبوں میں اسی طرح شامل کیا جائے۔ جس طرح دوسرے مسلمانوں کو عموماً کیا جاتا ہے۔ ان کے ہاتھ کا کھا لیا جائے۔ ان کی پکائی ہوئی روٹی کو استعمال کر لیا جائے۔ ان کو مسلمان سمجھ کر کبھی چوہڑوں کے نام سے مخاطب نہ کیا جائے مجلسوں میں ان کی ہتک نہ کی جائے۔ غرض ان کو وہی حقوق دیئے جائیں۔ جو دوسرے مسلمانوں کو حاصل ہیں۔

نادر موقعہ مسجد اقصیٰ کے متصل دو منزلہ پختہ عالیشان مکان جو نصف کنال میں واقعہ ہے فروخت ہونا ہے خواہشمند احباب جلد درخواست کریں۔ معرفت منیجر نور

Digitized by Khilafat Library Rabwah

اعلان تبلیغ

(۹) اس زمیندارہ تبلیغ کے اعلان کے واسطے نہ تو بڑے بڑے مولویوں کی ضرورت ہے۔ نہ بڑے بڑے آدمیوں کی۔ میری رائے میں صرف ضلع وار تین تین یا چار چار ایسے زمینداروں کی ضرورت ہے جو دیہات میں پھر کر نرمی اور سلامت روی سے مختلف دیہات کے زمینداروں کو اس بات پر لگائیں۔ کہ وہ ملتانی اور منٹگمری کے مسلمانوں کی طرح تبلیغ اسلام کو اپنے ہاتھ میں لیں۔ اور بہتر ہوگا۔ کہ ایسے چند اعلان کرنے والوں کے ساتھ ان چند اچھوت نو مسلموں سے بھی کوئی آدمی ساتھ لیا جاوے۔ مثلاً علاقے میں چند چوہڑے مسلمان ہو جائیں۔ ان میں سے ایک نو مسلم چوہڑہ جس کے پیشانی سے بوجہ مسلمان ہونے کے داغ چوہڑہ مٹا دیا گیا ہے۔ ساتھ لیا جائے۔ اور اس کے ساتھ وہی سلوک کیا جائے۔ جو پرانے راجپوت مغل۔ پٹھان۔ سید سے کیا جاتا ہے اس طریق عمل سے لوگوں کو دکھایا جائے۔ کہ ان قوموں کے افراد کو جو اچھوت کہلاتی ہیں۔ وہ بدقسمت انسانی ممبر جو انسان نہیں سمجھے جاتے۔ وہ لوگ جو دوسری قوموں کے فرش پر بھی نہیں آسکتے۔ وہ بدقسمت انسان جو باوجود انسان کہلانے کے بعض اقوام کی ذات پات کے قیود کے تحت عرفی شریف کے ساتھ بات بھی نہیں کر سکتے۔ اپنے طریق عمل سے مسلمان دکھلا دیویں۔ کہ اسلام یہ وسعت رکھتا ہے۔ اور اس کے نقطہ خیال سے ہر ایک قوم کو یوں مساوات کی ڈگریاں دی جاسکتی ہیں۔

(۱۰) یہ ایک بڑا نقص ہے۔ جو کبھی کبھی بعض دیہات اور بعض شہروں میں موجب مزید تفریق اور پرخاش کا ہو رہا ہے۔ بعض اچھوت اقوام مثلاً چوہڑے۔ بھنگی وغیرہ وغیرہ جب تک مسلمان نہیں ہوتے۔ جب مسلمانوں کے چاہ آبنوشی پر پانی لینے جاتے ہیں۔ تو ان کو روک دیا جاتا ہے یا ان کے ساتھ ویسی ہی نفرت کی جاتی ہے۔ جیسے کہ ہندو کرتے ہیں۔ میری رائے میں درست نہیں اگر مسلمانوں اور ہندوؤں کو اپنے چاہات پر چڑھنے اور پانی بھرنے کی اجازت دیجاتی ہے۔ تو کیا وجہ ہے۔ کہ ایسے لوگوں کو نہ دیجائے۔ یہ لوگ بھی انسان ہیں۔ ہاں ان کے ڈول صاف ہونے چاہئیں ان کے ساتھ بھی وہی سلوک کیا جائے۔ جو دیگر انسانوں سے ہوتا ہے۔ خواہ وہ کسی مذہب کے ہوں۔

(۱۱) یہ تجدید تجویز سابقہ اور چند قواعد جو حوالہ قلم ہوئے ہیں۔ اس واسطے شایع نہیں کئے جاتے۔ کہ سامعین اور قارئین ان میں کوئی ترمیم نہیں کر سکتے۔ یا ان میں دخل دینے کی کسی کو اجازت نہیں۔ خوشی سے ترمیم و اضافہ کر سکتے ہیں۔ جب کہ کل رائیں اکٹھی ہو جائینگی تو کسی جگہ زمینداروں کے مجمع میں ان پر غور ثانی ہو کر اخیر تجویز پاس ہو سکتی ہے۔

دلچسپ نوٹ

ایک خاندان کی عجیب خصوصیت

چین گاگ (گلیمگنی شائر) میں ایک ایسا خاندان ہے جس کا کوئی فرد تین پشت سے اکیلا پیدا نہیں ہوا ہمیشہ اپنے ساتھ دو اور ہستیوں کو بھی لاتا رہا ہے۔ اس گھر کی موجودہ مالکہ اور اس کا مالک دونوں جب اپنے اپنے والدین کے ہاں پیدا ہوئے تو اکیلے نہیں بلکہ تین تین پیدا ہوئے تھے۔

امریکہ میں سزائے موت کا نیا طریقہ

ایک امریکن نے اپنی محبوبہ کو قتل کر دیا تھا۔ اسے سزائے موت کا حکم سنایا گیا۔ قاتل کو ایک کوٹھری میں کرسی کے ساتھ باندھ دیا گیا تھا۔ اور ہائیڈرو سانیک گیس اس کوٹھری میں چھوڑ دی گئی اور قاتل تین منٹ کے اندر اندر کسی قسم کی تکلیف یا درد کے بغیر مر گیا۔

ایک مربعہ انچ میں لاکھ الفاظ

ایک امریکن سائنس دان نے ایک آلہ ایجاد کیا ہے۔ جس سے وہ ایک مربعہ انچ کاغذ پر دس لاکھ الفاظ لکھتا ہے۔ اس کا ارادہ ہے کہ دنیا کی تمام اہم تاریخی کتب اور واقعات کو اس آلہ سے ایسی دھات پر لکھے جو مدت تک محفوظ رہے۔ اس طرح دنیا کا ایک بڑا کتب خانہ ایک ڈبیہ میں بند ہو سکتا ہے۔

مریضوں کو بچانے کیلئے زندہ انسان کا خون

اخبار پاپولر سائنس منتھلی لکھتا ہے کہ لندن میں ایک سوسائٹی ہے جس نے ایک ہزار رضاکار بھرتی کئے ہیں۔ جو مریضوں کی جان بچانے کے لئے اپنا تازہ خون دیں گے اب تک اس ترکیب سے ۲۷ مریض صحت یاب ہو چکے ہیں۔ انسانوں کا خون چار قسم کا ہوتا ہے۔ اور مریض کے جسم میں اسی قسم کے شخص کا خون ڈالا جاتا ہے۔ جس قسم کا خون خود مریض کا ہوتا ہے

ایک عورت کے چالیسواں بچہ

سپین میں ایک عورت ہے جس کی عمر اب ۴۸ سال کی ہے۔ اس کے حال میں چالیسواں بچہ پیدا ہوا ہے۔ وہ ہر سوا سال بعد ایک بچہ دیتی ہے۔

دیا سلائی پر پانی اثر نہیں کرتا

مسٹر مولینڈ ڈیو نے نئی قسم کی دیا سلائی بنائی ہے جس سے پانی یا نمی کا اثر نہیں ہوتا۔ اسے پانی میں تر کر کے جلانے سے کوئی دقت نہیں ہوتی۔

دل کے امراض معلوم کرنیکا نیا طریقہ

امریکہ میں ہارورڈ یونیورسٹی کے پروفیسر کیہٹ کی مدد سے گراموفون اور ٹیلیفون کمپنیوں کے دو انجنیروں نے یہ ایجاد کی ہے۔ کہ گراموفون کے ذریعہ دل کی دھڑک صاف سنائی دیتی ہے اور دل کے خاص امراض معلوم ہو سکتے ہیں۔

ہندو مسلم فسادات میں زیادتی کس کی ہے

Digitized by Khilafat Library Rabwah

مشہور فسانہ نگار منشی پریم چند بی. اے کی قلم سے

کتنا آسان سوال؟ ہندو کہتا ہے مسلمانوں کی سراسر زیادتی ہے. مسلمان کہتا ہے کہ ساری ذمہ داری ہندوؤں پر ہے. نہ مسلمان لیڈروں میں اتنی ہمت ہے. کہ وہ طرفداری چھوڑ کر سچی بات کہہ سکیں. نہ ہندو لیڈروں میں. جن جھگڑوں کی بدولت ایسے ایسے لوگ لیڈری کا آنند بھوگ رہے ہیں. جن کے ماتھے سرکار کی ڈیوڑھی پر سجدہ کرتے کرتے گھس گئے. ان جھگڑوں کے مٹانے کی ان سے امید کرنا فضول ہے. کیونکہ اتفاق ہوا. اور ان کی لیڈری گئی. پھر سرکار ان کی پیٹھ پر ہاتھ کیوں پھیرنے لگی جنتا کیوں ان کی جے جے کار کرنے لگی -
مسلمان لیڈر کہتا ہے. ہم مسجدوں کے سامنے کبھی باجہ نہیں بجنے دیں گے. اپنے معبود کی عبادت کرنا ہمارا حق ہے. ہم اپنا حق بھلا کیسے چھوڑ سکتے ہیں. اس طرح دونوں دل اپنے حق پر اڑے ہوئے ایک دوسرے کا خون بہاتے اور قومیت کا گلا گھونٹتے جا رہے ہیں. جق کا اوپدیش تمام دیتے ہیں. تیاگ کی اہمیت کو کوئی نہیں سمجھتا. حالانکہ کبھی دونوں جماعتوں میں اتحاد ہوگا. تو تیاگ سے ہوگا. جب تک ہم اپنے ادھیکاروں کا تیاگ کرنا نہ سیکھیں گے کبھی اتحاد نہ ہوگا. کیونکہ استحقاق کی کوئی حد نہیں. اس میں بڑھنے کی طاقت دائرہ توسیع سے بھی باہر ہوتی ہے. یہ وہ بھوت ہے جو مر کر ہر ایک سے دو ہو جاتا ہے. ہاں تو کس ہندو میں اتنی ہمت ہے. جو کہہ سکے کہ مسجد کے سامنے باجے کو روکو. کیونکہ اس سے مسلمانوں کا دل دکھتا ہے؟ جو ہندو ایسا کہے. وہ ہندو نہیں پتت ہے. جے چند ہے. بھیکشن ہے. اگر لوگ مارے جاتے ہیں تو کوئی پروا نہیں. اگر لٹتے ہیں. لٹنے دو. آبرو جاتی ہے. جاتی ہے. جانے دو مگر باجہ مت روکو. مسجد کے سامنے جاکر ذرا ہاتھ اور اونچا اٹھے. چوٹیں اور گہری پڑیں. یہ ہندو لیڈروں کا اوپدیش ہے. جو بدھی میں دھارمک بیداری میں. کہشما میں. قوت برداشت میں. مسلمانوں سے کہیں آگے ہونے کا دعویٰ کرتے ہیں. کیا ان لیڈروں کو یہ سنکر حیرانی ہوگی. کہ جس تیاگ، اور کہشما کی ان سے آشا کی جاتی تھی. وہ کہیں مسلم لیڈروں نے کر دکھائی. جن مسلمان لیڈروں کا نام لیتے ہی ہندو ناک بھوں چڑھا لیتے اور نفرت کرتے ہیں. وہی مسلمان لیڈر اس وقت مسلمان جنتا سے کہہ رہے ہیں مسجدوں کے سامنے باجہ روکنے کی ضد مناسب نہیں. کیونکہ اس سے ہندوؤں کا دل دکھتا ہے. اتنا ہی نہیں. کتنے ہی مسلم لیڈر اور مسلم علماء اور مسلم اخبارات گائے کی قربانی کو بھی منع کر رہے ہیں. اور بکرے کی قربانی کرنے کی صلاح دے رہے ہیں. خواجہ حسن نظامی سے زیادہ بدنام شاید کوئی لیڈر نہ ہو. مگر خواجہ صاحب نے اپنے "منادی" نامی پتر میں مسلم جنتا سے اپیل کی ہے. کہ مسجدوں کے سامنے باجہ بجانے پر ہندوؤں سے لڑنا شرع کے خلاف ہے. اپنے بیان کی تائید انہوں نے کئی لیڈروں کے پتروں سے کی ہے. جن میں سر عبدالرحیم. سر علی امام. مولانا عبدالمجید. مولانا قطب الدین وغیرہ بڑے بڑے نیتا شامل ہیں. کہئے اب کس جاتی کے نیتاؤں میں زیادہ دھارمک اور سیاسی طاقت ہے.

ہم یہ نہیں کہتے کہ تمام مسلم لیڈر اتنے ہی فراخدل ہیں. تاہم دو چار ضرور ہیں. ہندوؤں میں ان کی تعداد نفی کے برابر ہے. مسلمانوں پر مہاتما گاندھی جی کی اپیل کا کچھ اثر ہوا ہے. ہندوؤں پر بالکل نہیں ہوا. مسلم لیڈر سمجھ گئے ہیں کہ ذرا ذرا سی باتوں پر ایک دوسرے کا خون بہانا. ایک دوسرے کی آبرو بگاڑ کر ہم اپنی منزل مقصود پر نہیں پہنچ سکتے. ہندو لیڈر اتنی سی موٹی بات نہیں سمجھ سکتے. مسلمان سمجھتے ہیں کہ حق چھوڑ کر ہی ہم سچے ملاپ کی طرف جا سکتے ہندو نہیں جانتے. مسلم لیڈروں کو مسلمانوں کے جان و مال اور عزت و آبرو کی فکر ہے. ہندو نیتاؤں کو بالکل فکر نہیں ہے. مسلمانوں میں کم از کم جو کانگریسی اخبارات ہیں وہ قربانی. باجہ. تنظیم. تبلیغ کے خلاف آواز اٹھانے کی ہمت رکھتے ہیں. ہندوؤں کے کانگریسی اخبارات بھی اسی رنگ میں رنگے ہوئے ہیں بڑے بڑے ناموں کے خلاف منہ کھولنے کا ان میں حوصلہ نہیں ہے.

اگر کسی ہندو لیڈر سے کہئے کہ کیوں صاحب اس میں ہرج ہی کیا ہے. اگر مسجدوں کے سامنے ذرا دیر کے لئے باجہ روک دیا جائے. آخر ہماری ساری شیخی اور شان مسجدوں کے سامنے باجہ بجانے پر ہی قائم ہے؟ جب ہمارا ایک بھائی کہتا ہے کہ اس وقت ہم ایشور کو یاد کر رہے ہیں. باجے سے ہمارا دھیان ٹوٹتا ہے تو ہمارے خیال میں ذرا دیر کے لئے باجے کو روک دینے میں ہندو دھرم کی ناؤ نہیں ڈوبتی. ٹھیک نہیں کتنی مناسب تو یہ ہے. کہ ہم خود بنا کسی کے کہنے کے مسجدوں کے سامنے باجے روک دیں. اگر خود نہیں کر سکتے. تو کہنے سے مان جائیں. یہ کتنی بڑی شرافت سے گری ہوئی بات ہے. کہ ہمارا ایک بھائی پوجا کر رہا ہو. اور ہم اس کے سر پر ڈھول پیٹیں. اگر ڈھول پیٹنا اور گھنٹے بجانا ہماری ایشور پوجا کا پردھان انگ ہے. تو یہ ضروری نہیں کہ دوسرے دھرم کے لوگ بھی نقارہ پیٹ پیٹ کر پوجا کریں.

یہ سوال سنکر ہمارے لیڈر کہتے ہیں. کہ اجی یہ انسان نہیں ہیں. آپ جتنا ہی دبیں گے. یہ اتنا ہی دبائیں گے. آج مسجد کے سامنے باجہ روکنے کو کہتے ہیں. کل کہیں گے باجہ بجاؤ ہی مت. پرسوں کہیں گے مسجد کے سامنے نکلو ہی مت. چوتھے کہیں گے اپنے گھروں کو چھوڑ دو. پانچویں دن کہیں کہ ہندوستان چھوڑ کر نکل جاؤ. تب؟ بتائیے جناب تب؟ اس

Digitized by Khilafat Library Rabwah

...یں کا جواب کون دے سکتا ہے۔ اس کا جواب ہو ہی کیا سکتا ہے۔ اس منطق کے سامنے تو بیچارے لقمان کی ...ان بھی بند ہو جاتی ہے۔

مگر مسلمانوں کے کچھ ایسے کمزور لیڈر ہیں۔ جنہیں ہندوؤں کی طرف سے کئے جانے والے مطالبات کا اتنا ڈر نہیں جس طرح ہم مسلمانوں سے لڑتے ہوئے دعووں کی ...لبنا کر کے خوفزدہ ہو رہے ہیں۔ اسی طرح مسلمان بھی ...ہ سکتے ہیں کہ آپ لوگ آج مسجد کے سامنے باجہ بجانے ...زور دیتے ہیں۔ کل آپ مسجد کے اندر گھسکر باجہ بجائیں گے ...وں مسجد کا دروازہ ہی بند کر دیں گے۔ اترسوں ...یں گے تم عرب سے آئے ہو۔ عرب کی راہ لو۔

...تائیے جناب تب ؟

خواجہ حسن نظامی جیسے کٹر مسلمان کو بھی یہ شک ...ں ہوتا۔ اور یہ مخوف ہو کر کہتا ہے۔ مسجدوں کے ...ے باجے بجانے کی ضد نقصان پہنچانے والی ہو ... بعض لوگ مسلمانوں کی یہ فراخدلی دیکھکر ...ڑیں گے۔ اب میدان مار لیا ہے۔ بھاگے ...ے! ان سے ہم کہیں گے مسلمان بزدلوں کی ...یں ہے۔ ہندوؤں میں سیواجی۔ پرتاب ...ند صرف یاد کرنے کے لئے ہیں۔ مسلمانوں ...لقے اور عبدالکریم اب بھی موجود ہیں۔ جنکی ...یورپ والوں کے چھکے چھڑا دیئے ہیں ہندوستان ...جہاں دنگے ہوئے ہیں۔ مسلمان ہی غالب ...۔ اس پر سرکار بھی ان کی طرفداری کرنے کو ...ن ساری باتوں کے ہوتے ہوئے بھی ...یچھے جان لینا اور دینا نقصان دہ سمجھتے ...یں۔ کیا اس سے ہمیں کوئی اندیشہ نہیں ...ے الفاظ میں سنیئے۔

...ں اپنے اس قسم کے حقوق تو ہر وقت یاد ...ہم فلاں مذبح سے گائے کا لیجانا ہمارا حق ہے ...یں قربانیاں کرنے میں کوئی رکاوٹ نہ ...لیکن جو خدا کا حق ہم پر ہے۔ (یعنی اس کی ...گھر گھر پہنچانا) اس کو ہم بھولے بیٹھے

آپ خود سوچئے۔ کہ اگر دوسرے مذہب کے لوگوں سے آپ ذرا ذرا سی بات پر لڑنے کو آمادہ ہو جائیں گے اور ان کی نگاہوں میں اسلام کی وقعت قایم کرنے کے لئے آپ اپنے چھوٹے چھوٹے حقوق سے بھی دستبردار نہ ہوں گے۔ تو کسطرح ممکن ہے۔ کہ آپ خداتعالےٰ کا پیغام ان تک پہنچا دیں۔ اور وہ سن لیں۔ گائے کی قربانی کرنے کا ہر مسلمان کو حق حاصل ہے۔ لیکن آپ کو یاد ہے۔ کہ جب امیر کابل ہندوستان تشریف لائے تھے۔ تو انہوں نے دہلی کے مسلمانوں کو درخواست کی تھی۔ کہ اس سال قربانی گائے بالکل نہ کی جائے ...... انہوں نے اسلام کو ہر دل عزیز بنانے اور ہندوؤں کی محبت حاصل کرنے کے لئے اپنے ایک جائز حق کو خوشی سے چھوڑ دیا ...... کیا اپنے مذہب پر آپکا ظلم نہیں ہے۔ کہ آپ کے افعال کی بدولت اس کی وقعت کم ہو جائے؟ اسلام دنیا میں انسان کو انسان بنانے آیا ہے۔ اور ہر مسلمان کا فرض ہے۔ کہ وہ اپنے فعل سے دوسروں کو دکھادے کہ انسان کیسے ہوتے ہیں؟"

کیا اب بھی یہ سمجھانا پڑے گا۔ کہ ہندو جاتی دھرم کے نام پر اپنے دھرم کا کتنا برا کر رہی ہے ذرا ذرا سی باتوں پر لڑ کر وہ اپنے دھرم کے آدرش کو کتنا نیچے گرا رہی ہے۔ کیا اب بھی بتلانا پڑے گا۔ کہ ہمیں جس چیز کی سب سے بڑی ضرورت ہے۔ وہ آتم سدھار ہے۔ کیا ہنسا پر مٹنے والی ہندو جاتی کو آج بتانا پڑے گا۔ کہ منتقمانہ سپرٹ سے کسی دھرم کی ترقی نہیں ہوتی۔ بلکہ اس کے پیروؤں کی اوداریتا تیاگ اور قوت برداشت ہے۔

الخلیل کا دور جدید

اخبار "الخلیل" بجنور یو پی کئی ماہ سے ابر میں تھا بحمد اللہ

کہ اب مستقل انتظام و کافی سرمایہ سے پھر آب و تاب کے ساتھ جاری ہو گیا ہے اور باوجود ضخامت صفحہ اور بہتر کاغذ و مضامین کے قیمت سالانہ پیشگی پانچ روپیہ (صہ)

اسلامک ریویو

لنڈن کی جلد ۲ کے ۳ و ۴ و ۵ و ۶ و ۷ و ۸ و ۹ و ۱۰ و ۱۱ و ۱۲ نمبر موجود ہیں فی پرچہ کی اصل قیمت ۱۰/ ہے مگر دفتر نور علاوہ محصول ڈاک نصف قیمت پر دیگا۔ حاجتمند لوگ جلد درخواست کریں۔

کیا آپکا گھران کتابوں سے خالی ہے

ماں بچے کی نگہداشت۔ بچوں کی بے وقت موت پر ماں باپ کو سر پکڑ کر رونے کی بجائے اس غم کا علاج کرنا چاہیئے۔ زچاؤں کی صحت سے بے پرواہی اور بچوں کی پرورش سے غفلت برتنے نے خانہ داروں کی زندگی اجیرن کر رکھی ہے۔ لیکن یہ رسالہ آپکا سچا رہبر ثابت ہوگا بہت مقبول ہوا ہے۔ سال بھر میں دوسرا ایڈیشن قریب الختم ہے قیمت ۶/ علاوہ محصول ٹکٹوں کے بھیجنے میں کفایت رہے گی۔

رفیق زمیندار:۔ بلکہ ہر شخص کا بہترین رہبر ہے ہر گھر میں مویشی پلتے ہیں سبزی کی کیاریاں بچے لگاتے ہیں روپیہ پیسہ جوڑنے کا ہر شخص کو شوق ہوتا ہے۔ بیماریوں سے بچنا ہر ایک کے لئے ضروری ہے۔ معلومات کے خزانہ دیکھکر ہر شخص خوش ہوتا ہے۔ پس یہ کتاب ان تمام باتوں کا بے مثل گنجینہ ہے۔ بہت پسند کی جا رہی ہے۔ قیمت صرف ۸/ محصولڈاک علاوہ یہ ہر دو کتب مولوی محمد ظفر صاحب ایم۔ اے کی تصنیف ہیں۔

پتہ

مولوی محمد قمر مہتمم سلسلہ سرمایہ اطفال گڑگانوہ

طاعون کیلئے مجرب نسخہ جات

(۱۲) بیمار کی صرف گلٹی پر ہی احتیاط سے تیل بھلاوہ لگائیں۔ (۱۳) آک یعنی مدار کے پتے گھوٹ کر تلوں کے تیل میں اچھی طرح گرم کر کے گلٹی پر باندھ کر سینک دیں (۱۴) لہسن یعنی تھوم مٹی کے تیل میں گھوٹ کر گلٹی پر لگانا نہایت مفید ہے (۱۵) کچلہ شراب یا پانی میں گھس کر گلٹی پر لیپ کرنا بھی نہایت مفید ہے (۱۶) گوار گندل کا گودا گھی یا تیل میں خوب گرم کر کے گلٹی پر باندھ کر سینکدیں (۱۷) دھتورے کی جڑ پتے وغیرہ گھوٹ کر گرم کر کے گلٹی پر باندھ کر سینکدیں

...لئے ہے اوس کا دور جدید نمبر ۵ ہزار کی تعداد میں نکلنے والا ہے مشتہرین کے لئے نادر موقعہ ہے۔ منیجر "الخلیل" بجنور یو پی

Digitized by Khilafat Library Rabwah

تبلیغ کیلئے بہترین کتابیں

اگر یہ سب کتابیں اکٹھی خریدیں تو نصف قیمت ورنہ سالم

آریہ مذہب کی حقیقت

آریوں میں تبلیغ کے لئے بے نظیر کتاب جو حسب ذیل مضامین پر مشتمل ہے۔

(۱) آریہ مذہب میں مکتی کا دروازہ بند (۲) آریہ مذہب کی تنگدلی (۳) مختلف مذاہب کے ہادیوں کے متعلق آریوں کی خطرناک مذربانی (۴) آریوں کا مسئلہ نیوگ اور انسانی غیرت (۵) مسئلہ نیوگ اور قانون (۶) ویدوں میں جدال وقتال کی خطرناک تعلیم (۷) کیا آرین وید الہامی ہیں۔ (۸) آریہ سماج کے ممبروں کی حالت (۹) ویدوں کی اندرونی سیر (۱۰) ویدک ایشور کے کارنامے (۱۱) تناسخ کا بوداپن (۱۲) پنڈت دیانند کا سنیاس عملی کسوٹی پر (۱۳) آرین کتب میں شدھی کا دروازہ بند (۱۴) آریہ سماج مذہبی سوسائٹی نہیں بلکہ ایک سیاسی گروہ وغیرہ وغیرہ۔ اس کتاب میں آریوں کی کل کتابوں کا عرق نکالکر رکھدیا گیا ہے۔ قیمت صرف ۸/

ہندو دھرم کی حقیقت

یعنی سناتن دھرم پر ایک تنقیدی نظر۔ آج تک مسلمانوں کی طرف سے اس مذہب کے متعلق بہت ہی کم لٹریچر مہیا کیا گیا ہے۔ حالانکہ یہ لوگ آریوں کی نسبت اسلام کے قریب ہیں اس لئے اس قابل قدر کتاب نے ایک بڑی بھاری تبلیغی ضرورت کو پورا کیا ہے۔ اس معرکۃ الآرا کتاب میں حسب ذیل مضامین ہیں۔ (۱) ویدوں کی حقیقت (۲) کیا وید الہامی ہیں۔ (۳) ہندوؤں کا مسئلہ اوتار (۴) اوتاروں کی تقسیم (۵) ست جگ کے اوتار (۶) ایشور مچھلی کے روپ میں (۷) ایشور کچھوے کے روپ میں (۸) ایشور سور کے روپ میں۔ (۹) ایشور نصف انسان اور نصف حیوان کے روپ میں (۱۰) ترتیا جگ کے اوتار (۱۱) ایشور باونے کے روپ میں (۱۲) ایشور کلہاڑے والے کے روپ میں (۱۳) رام اوتار (۱۴) دواپر جگ کے اوتار (۱۵) کرشن اوتار (۱۶) بدھ اوتار (۱۷) ضرورت اسلام پر سوامی دیانند کی شہادت (۱۸) مذہبی رواداری اور برکات اسلام پر ہندو لیڈروں کی شہادات وغیرہ گویا ہندوؤں کے کل گرنتھ جو ہزارہا اوراق پر مشتمل ہیں۔ اور آج تک ان گرنتھوں میں درج شدہ مضامین کی بھنک تک مسلمانوں کے کانوں میں نہ پڑی تھی۔ یہیں کل کتب کا نچوڑ ہے۔ قیمت ۱۲/

پروفیسر رام دیو کے چھ سوالوں کا جواب

مشہور آریہ اپدیشک پروفیسر رام دیو بی۔ اے کے اسلام پر حسب ذیل چھ اعتراضات کا دنداں شکن جواب (۱) قرآن مجید آنحضرت کا روزنامچہ ہے (۲) فرشتوں کا ذکر شاعرانہ ہے۔ (۳) پردہ بری چیز ہے (۴) کثرت ازدواج زناکاری ہے (۵) گوشت انسان کی قدرتی غذا نہیں ہے (۶) قرآن مجید کی نسبت گیتا اور ستیارتھ پرکاش زیادہ پاکیزہ ہے۔ ان سوالوں کا جواب ایسا جامع ہے۔ گویا کہ معترض کو گھر تک پہنچا دیا ہے۔ اور تو اور خود پروفیسر موصوف بھی اس کو پڑھ کر داد دیئے بغیر نہ رہ سکے۔ قیمت ۴/

ست اوپدیش

یہ کتاب کس پایہ کی ہے۔ اس کے لئے آپ حضرت خلیفۃ المسیح ثانی کی رائے مبارک ملاحظہ کیجئے۔ آپ لکھتے ہیں کہ:۔ "کتاب ست اوپدیش میں نے پڑھی۔ مجھے یہ کتاب بہت ہی پسند آئی اس کے ختم کرتے کرتے انسان کو یقین ہو جاتا ہے۔ کہ باوا نانک صاحب ضرور مسلمان تھے۔ اور دل اس امر پر مطمئن ہو جاتا ہے۔ کہ یہ ایک زیر بحث مسئلہ نہیں ہے۔ بلکہ ثابت شدہ حقیقت ہے۔ اللہ آپ کی اس کوشش کے نیک ثمرات پیدا کرنے کا موجب بنائے میں امید کرتا ہوں کہ ہماری جماعت اس کتاب سے خود بھی فائدہ اٹھائے گی۔ اور بکثرت اس کتاب کو خرید کر دوسروں میں تقسیم کرے گی۔ دس کتابیں آپ میری طرف سے سکھوں میں تقسیم کر دیں۔ اور قیمت مجھ سے وصول کرلیں۔ قیمت ۸/ (ایک روپیہ)

مسلمانوں کے احسان سکھوں پر

ہندوؤں نے مسلمانوں اور سکھوں کے درمیان جدائی اور دشمنی ڈالنے کے لئے قطعی غلط مشہور کر رکھا ہے۔ کہ مسلمانوں نے سکھ گوروؤں اور خصوصاً گورو گوبند سنگھ جی کو بہت ہی ستایا۔ ان کے صاحبزادوں کو قتل کرایا۔ وغیرہ۔ اس میں از روئے واقعات اور معتبر تاریخی شہادتوں سے اس امر کو ثابت کیا گیا ہے۔ کہ ہندوؤں کے یہ الزامات بالکل غلط ہیں۔ بلکہ ان تمام جور و ستم کے بانی ہندو تھے اور برخلاف اس کے مسلمان ہر آڑے وقت میں سکھوں کے کام آئے۔ اور سکھ گوروؤں کے پانی کی جگہ اپنا پسینہ بہایا۔ اس رسالہ کے معتبر اور زبردست ہونے کا اس سے بڑھ کر اور کیا ثبوت ہو سکتا ہے۔ کہ سکھوں کے مشہور اردو اخبار لائل گزٹ نے اس رسالہ کے مضمون کے ¾ حصہ کو حرف بحرف اپنی اخبار میں شائع کیا۔ ضرورت ہے۔ کہ ہر ایک مسلمان اس مفید رسالہ کے مضمون سے آگاہ ہو۔ قیمت ۵/

سکھ اور مسلمان

ایڈیٹر نور کا وہ لیکچر جو گزشتہ سالانہ جلسہ پر دیا گیا اور اب دوستوں کے اصرار پر کتابی صورت میں شائع کیا گیا۔ یہ لیکچر اس قدر مقبول عام ہوا۔ کہ اس کا پہلا ایڈیشن جو دو ہزار چھپا تھا۔ ہاتھوں ہاتھ فروخت ہوگیا۔ صرف چند کاپیاں باقی ہیں۔ سکھوں اور ہندوؤں میں تبلیغ کے لئے بہترین حربہ ہے۔ قیمت فی کاپی ۶/

مختصر تبلیغی ٹریکٹ

قضیہ گائے پر تنقیدی نظر ۲ قرآن مجید اور وید کا مقابلہ ۳ سکھ دھرم اور اذان ۴ ہندو دھرم اور سوراج ۵ اذان کا گورمکھی ترجمہ ۶ گورو کی بانی گورمکھی ۷ سکھ دھرم اور اللہ اکبر۔ یہ چھوٹے چھوٹے ٹریکٹ تبلیغ کے لئے بہت مفید ہیں۔ دس سے زائد خرید کر قضیہ گاؤ چھ روپیہ اور باقی تین روپیہ سینکڑہ لیا جائیگا

ملنے کا پتہ

مینیجر نور اینڈ سنز نور بلڈنگ قادیان ضلع گورداسپور